کہ نظریاتی اعتبار سے ہم دین کے اساسی اصولوں اور بنیادی مسائل پر بالاتفاق ایک رائے رکھتے ہیں اور انکارِ حدیث کی پہلی ضرب اسی ذہنی اور فکری وحدت پر پڑے گی، کیونکہ سنّت رسولؐ اور سنّت صحابہؓ کی طرف سے آنکھیں بند کرنے کے بعد اپنے طور پر قیاسات عقلی کے ذریعہ قرآن کے معنی متعین کرنے کی کوشش ہم میں جزئی ہی نہیں اصولی اختلافات کو پیدا کرنے کا باعث ہوگی۔ اور یہ اختلافات اتنے گہرے اور شدید ہوں گے کہ مسلمانوں کو ان کی وجہ سے ایک مِلّت کی بجائے کئی مِلّتوں میں منقسم ہوجانا پڑے گا۔

اس موضوع پر جتنا زیادہ سوچ بچار کیا جائے اتنی ہی زیادہ یہ حقیقت کھلے گی کہ ہمارے ذہنی اتحاد اور فکری وحدت کی سلامتی کا انحصار یہ ہے کہ ہم قرآن مجید کی کسی ایسی تفسیر کو قبول نہ کریں جس کی تائید سُنّتِ رسولؐ اور سُنّت صحابہؓ سے نہ ہوتی ہو۔

سُنّتِ رسولؐ اور سُنّتِ صحابہؓ کو معلوم کرنے کا واحد ذریعہ حدیث اور اس کا علم ہے، لہٰذا اسے ترک کرنے یا جھٹلانے کے معنی یہ ہیں کہ ہم مسلمانوں میں افتراق، اختلاف، انتشار اور فساد کے بیج بو رہے ہیں۔

انکارِ حدیث کے مسلک کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ اس کی وجہ سے وہ سارے گمراہ کن عقائد اور مردود نظریات جو اسلامی تاریخ میں بار آور نہ ہوسکے اُن کے مروج اور مقبول ہونے کا راستہ نکل آئے گا۔ مثلاً قرآن مجید میں بیسیوں آیات ایسی ہیں کہ اگر کوئی شخص چاہے تو اُن کی تفسیر اس طرح کرے کہ اس کے ذریعہ تناسخ یا آواگون کے فلسفہ کو قرآنی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں تناسخ کے ماننے والے قرآنی فرقوں کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ اور ابھی حال ہی میں ایک تھیاسوفسٹ نے اس موضوع پر جو کتاب لکھی ہے اس میں قرآن مجید کی کئی آیتوں کو تناسخ کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ ہندوستان کے مشہور عالم پنڈت سندر لال بھی اس بارے میں قرآن سے استدلال کرتے ہیں۔ حیدر آباد دکن کے صدیق دیندار چن بشویشور کا دعویٰ تھا کہ میں قرآن مجید کے ہر ورق سے تناسخ کے ثبوت میں آیت پیش کرسکتا ہوں۔ مولانا رومؔ کی طرف تناسخ کے مضمون کا ایک شعر یہ منسوب کیا جاتا ہے کہ ؎